ولی فقیہ کی ضرورت

مولانا کوثر مجتبیٰ ،مدرس دار العلوم سید المدارس،امروہہ

خداوند عالم نے تکمیل بشری کے لئے محکم اصول پر مرتب جس کتاب حکیم کو نازل کیا اس میں ولایت کا بھی ذکر اس کی ضرورت کے ساتھ کیا ہے۔ کیونکہ مقصد پروردگار یہ ہے یہ انسان کلمہ لاالہ الاّ اللہ پڑھ کر ایک صف میں کھڑے ہوجائیں اور کثرت سے وحدت میں آجائیں اور جب یہ مسلمان یکجہتی کا مظاہرہ کریں تو ان کو راستہ دکھانے اور ان کو آپس میں متحد رہنے کے لئے کوئی رہبر ضرور ہو جسے ولی فقیہ کہا جائے۔

آج کا عالمی معاشرہ خود اس بات کا شدت سے احساس کررہا ہے کہ کوئی رہبر ہو جو سب کی قیادت کرے تو پھر دینی معاشرہ کو کس قدر ضرورت ہوگی کہ کوئی ولی فقیہ ہو جو اسلامی احکام واصول کے تحت قیادت کی ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دے۔

قرآن کریم میں جہاں متعدد آیات ولایت کے متعلق نازل ہوتی ہیں ان میں یہ آیت خداورسولؐ کے ساتھ مومنین کی ولایت کا بھی اعلان کررہی ہے۔" انّما ولیّکم اللّٰہ ورسولہ والّذین آمنوا الّذین یقیمون الصّلوٰۃ ویؤتون الزّکوٰۃ وھم راکعون "[۱]

بیشک خدا تمہارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ تمہارا ولی ہے اور وہ مومنین تمہارے ولی ہیں کہ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

یعنی خداوند کریم نے انسانوں کی ہدایت کے لئے جہاں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے وہیں اپنی ولایت وحاکمیت کو بھی بیان کردیا اور اپنے ساتھ رسولؐ ومومنین کی ولایت کا بھی ذکر ضروری سمجھا اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس ولایت کو قبول کرنے والوں کی کامیابی کا بھی اعلان کردیا۔

"ومن یتولّ اللّٰہ ورسولہ والّذین آمنوا فانّ حزب اللّٰہ ھم الغالبون "[۲]

جو لوگ خدا اس کے رسولؐ اور مومنین کی ولایت قبول کریں گے پس یہی لوگ دوسرے گروہوں پر غالب رہیں گے۔

اس آیت نے ولایت کی اہمیت وضرورت کو پوری طرح واضح کردیا کہ جو لوگ ولایت قبول

کرنے والے ہوں گے وہ غالب ہوں گے اس کے برعکس یعنی جو قبول نہیں کریں گے وہ مغلوب ہوں گے۔

لہٰذا ولی فقیہ کی ضرورت بہر طور وبہر حال ہے چونکہ ہر شخص کسی نہ کسی کو اپنا ولی تسلیم کئے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن نے صحیح ولی کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور غلط اور گمراہ ولی کو قبول کرنے کے لئے منع کیا ہے گمراہ ولی کی اتباع کو منع کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ ہر شخص کہیں نہ کہیں اتباع ولی کا محتاج ہے لیکن وہ خدا رسولؐ یا اولیاء اللہ کے دھوکے میں کسی غیر اللہ وغیر ولی اللہ کی اتباع کرنے لگتا ہے جو سراسر گمراہی ہے۔

چونکہ ہر مسلمان اور ہر اس شخص کے لئے کہ جو خدا کی بندگی کا دعویدار ہے ضروری ہے کہ اپنا ولی اور فرمانروا اور اپنی پوری زندگی کی تمام سرگرمیوں کا قائد ومختار کل خدا کی طرف سے متعین شخص کو قرار دے، اپنے آپ کو خداوند عالم کے مامور اور مقرر کردہ ولی کے سپرد کرے، خدا کے ولی کے ہاتھ پر اطاعت کی بیعت کرے۔ مختصر یہ کہ اپنی زندگی کی تمام سرگرمیوں کے لئے فقط خداوند عالم کو اور ہر اس شخص کو جسے خدا نے اپنی خلافت ونمائندگی کے لئے منتخب کیا ہے اپنا حاکم اور فرمانروا سمجھے۔ ورنہ خدا یا خدا سے متعلقین کی ولایت کے سوا قرآن کریم ہر ولایت کو طاغوت کی ولایت قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جو بھی خدا کی ولایت کے تحت نہ ہو وہ طاغوت کی ولایت کے تحت ہے۔

ولایت کا عنصر حیات بشریت کے لئے اک فطری، طبیعی اور ان کی سرشت کے عین مطابق ہے جیسے آب رواں، جس کو بہر حال کوئی نہ کوئی جگہ بنانی ہے۔ اگر صحیح راستہ معین کیا جائے تو فبہا، والاّ اسے اپنے بہاؤ کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کرنا ہی ہے بعینہ انسان جس کی اگر ولی فقیہ تک رسائی نہ ہوئی تو وہ طاغوت ہی کو اپنا ولی قرار دے دیتا ہے جس کی مذمت قرآن کریم نے مختلف ومتعدد مقامات پر کی ہے چونکہ ولایت حقیقی انسان کو اس کی معراج تک پہونچانے میں معین ہوگی اور ولایت طاغوت اسے گمراہ اور بے بہرہ کردے گی۔

"اسلام اس معاشرہ کا خواہاں ہے جو اصول اسلامی کے تحت جسد واحد کے مانند ہو جس کے تمام اعضاء ایک دوسرے سے اس طرح متصل ہوں جیسے بیرونی عناصر کے مقابل ایک مٹھی اور ایک جسد کی مانند عمل کریں۔ اور یہ وحدت اور یکسوئی انہیں منظّم کرنے کے لئے بغیر ولی فقیہ کے ممکن نہیں۔ لہٰذا اگر اسلامی معاشرے کے مختلف گوشوں میں، ہر گوشے پر علیحدہ علیحدہ خودمختار قوتوں کی

حکومت ہوتواس جسم واحد کے اعضاء ایک دوسرے سے جداہوجائیں گے جس کے نتیجہ میں ایک راستے پر گامزن نہیں ہوسکیں گے۔ یہ بالکل ایسا ہوجائے گا جیسے انسان کے اعصاب سے کام لینے والے نظام کو دومختلف مراکز سے کنٹرول کیاجائے ایک کاتعلق دائیں طرف سے ہو دوسرے کاتعلق بائیں طرف سے۔ اس صورت میں ایک عمل انجام دینے کے لئے دایاں اور بایاں حصہ ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہوکر کام نہیں کریں گے۔ مثلاً ایک وزن اٹھانے کے لئے دایاں ہاتھ تو تیار ہوگا لیکن بایاں ہاتھ کسی صورت پر بوجھ اٹھانے پر تیار نہ ہوگا اور مٹھی بند کرلے گا لہٰذا اگر انسان کا اعصابی نظام کنٹرول کے دومختلف مراکز سے حکم حاصل کرے گا تو بدن میں خلل واقع ہوجائے گا اور عمل کی انجام دہی یا دشمن سے بچاؤ کے موقع پر مضحکہ خیزصورت اختیار کرلے گا اور دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے قابل نہیں رہے گا۔

اسلامی معاشرہ بھی اگر بروقت اپنے دشمن سے بچنا چاہے، تو اس کے اندر کنٹرول کا مرکز محفوظ ہونا چاہئے ، اوراگر ایک اسلامی معاشرہ اپنے دشمن سے جنگ کرنا چاہتا ہے تو لازم ہے کہ اس معاشرے کے تمام گروہ یکجا ہوکر دشمن کے مقابل آئیں اور اس کا سامنا کریں، اور آپس میں ہم آہنگ ہوکراس پر ایک کاری ضرب لگائیں۔ ایسا نہ ہو کہ معاشرے کاہر گروہ اپنی مرضی سے عمل کرنے لگے۔ کیونکہ اس صورت میں انگور کے باغ میں جانے والے ان تین افراد کا ساقصہ پیش آجائے گا جسے ملّا نے نقل کیا ہے اور دشمن ایک سازش کے ذریعہ ان سب کا کام تمام کردے گا اسی طرح جیسے تاریخ اسلام میں بارہا ایسا ہوا ہے۔

پس اگر اسلامی معاشرہ بروقت اپنے مفادات کا حصول چاہتاہے اور اپنے آپ کو ضرر اورنقصان سے محفوظ رکھنے کا متمنی ہے تو اندرونی طور پر اس کے اعضاء کو ایک دوسرے کے لئے ملائم اور باہم متحد ہونا چاہئے اور دشمن کے مقابل ایک بند مٹھی اور دست واحد بن جانا چاہئے۔

مختصر یہ کہ اگر وہ ولایت کے ان دومظاہر اور دو پہلوؤں کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ ان کے اندر کنٹرول کا ایک مقتدر مرکز موجود ہوتا کہ معاشرے کے تمام فعال اور سرگرم عناصر اپنا فکری عملی دشمن کوب اور دوست نواز لائحہ عمل اسی مرکز سے حاصل کریں۔ یہ مرکز اسلامی معاشرے میں موجود تمام گروہوں کومنظّم کرے اور ہر ایک کو اسکے لائق کام سپرد کرے۔ ان کے درمیان ٹکراؤ اور تصادم کا راستہ روکے اور تمام قوتوں کی ایک سمت میں رہنمائی کرے۔

ایسا مرکز اور ایسی ہستی خدا کی جانب سے ہونی چاہیئے اسے عالم، آگاہ اور معصوم ہونا چاہیئے۔ اسے اسلام کے تمام تعمیری عناصر کا عکاس ہونا چاہیئے۔ اسے قرآن کا مظہر ہونا چاہیئے۔ ایسی ہستی کو ہماری اسلامی تعلیمات میں ولی کہا جاتا ہے۔ پس مذکورہ بالا دو پہلوؤں سے اسلامی معاشرے کی ولایت تقاضہ کرتی ہے کہ اسلامی معاشرے میں ایک ولی فقیہ کا وجود ضروری ہے یہ بھی ولایت کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو ہے۔[۳]

> اسلامی معاشرے کو ولی فقیہ کی اس لئے بھی ضرورت ہے کہ ”دین اسلام سب سے آخری آسمانی دین ہے اور قیامت تک باقی رہنے والا ہے، اس دین میں حکومت اور سماج کو چلانے کے لئے قانون موجود ہیں اسی وجہ سے اسلامی سماج کے ہر طبقہ کے لئے ولی امر، حاکم شرع اور قائد کا ہونا ضروری ہے، تا کہ وہ امت اسلامیہ کو اسلام و مسلمین کے دشمنوں کے شر سے بچا سکے۔ ان کے نظام کی حفاظت کرے اور ان کے درمیان عدل قائم کرے، طاقت والوں کو کمزوروں پر ستم کرنے سے روکے اور سیاسی، سماجی اور ثقافتی ترقی کے وسائل کے راستے ہموار کرے۔ ولایت فقیہ ایک تعبدی شرعی حکم ہے، کہ عقل بھی جس کی تائید کرتی ہے جمہوری اسلامی ایران کے دستور میں نہایت عقلی طریقہ ہے جو ولی فقیہ کے مصداق کو معین کرنے کے لئے مددگار ہے۔“[۴]

ولایت فقیہ سے مراد، عادل اور دین شناس فقیہ کی حکومت ہے۔ اور اس کا مطلب انسانی معاشرے کی قیادت کرنا اور اجتماعی مسائل کو حل کرنا جو امت اسلامیہ کو ہر دور میں درپیش ہوں اور یہ اثنا عشری حقیقی مذہب کے ارکان میں سے ہے بلکہ اس کی بنیادیں امامت کی جڑوں میں ہیں۔

اجتہاد یا تقلید کی رو سے، فقیہ کی ولایت مطلقہ پر غیبت امامؑ کے زمانے میں اعتقاد نہ رکھنا، مرتد ہونے کا یا اسلام سے خارج ہونے کا سبب نہیں بنتا، اب اگر کوئی دلیل اور برہان کے ذریعہ اس پر اعتقاد نہ رکھے تو وہ معذور ہے لیکن اس کے لئے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور اختلاف پھیلانا جائز نہیں ہے۔[۵]

ولی فقیہ کی ضرورت جس قدر بھی بیان کی جائے وہ کم ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ ولایت خدا ورسولؐ یا آل رسولؐ کے مثل ہے چونکہ وہ ولایت تکوینی ہے ولی فقیہ کو ولایت تکوینیہ

حاصل نہیں ہے یہ تو صرف آئمہ معصومینؑ ہی سے مخصوص ہے[۶]

ولی فقیہ کی اشد ضرورت کا احساس ہر صاحب خرد کو ہے اور آج دین اسلام کو جو فروغ ہو رہا ہے وہ اسی ولی فقیہ کی ضرورت کے پورا ہونے کی وجہ سے ہے۔ اگر ہر مسلمان اس ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس عظیم عنصر کو قبول کر لے تو اسلام دشمن طاقتیں خود بخود سرنگوں ہو جائیں گی۔

آج مراجع و مجتہدین کی مخالفت خود اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں ولی فقیہ کی عظمت کو سمجھتی ہیں۔اسی وجہ سے وہ لوگ بےچین و پریشان ہیں اور وہ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ ولی فقیہ نے اگر کوئی حکم دے دیا تو پھر ساری طاقتیں ایک طرف اور ان کا حکم ایک طرف۔ دنیا نے دیکھا کہ جب امام خمینیؒ نے ولی فقیہ ہونے کی حیثیت سے حکم دیا تو ساری طاقتوں کے تحفظ کے بعد بھی ان کا حکم اپنی جگہ محکم و مستحکم رہا اور سلمان رشدی واجب القتل تھا، ہے اور رہے گا۔ حکومتیں لرزہ براندام ہیں کہ آخر یہ ولی فقیہ کس قدر قدرت کا حامل ہے۔

اسلام کا نظام اسی بات کا عکاس ہے تاکہ اسلامی معاشرہ ولی فقیہ کے احکام پر عمل پیرا ہو کر دنیا میں شرعی اصولوں پر زندگی گذار سکے اور وہ آئین جو خدا کے مقررہ کردہ ہیں ان کے مطابق عمل پیرا ہو سکے۔

ولی فقیہ احکام خدا نافذ کرتا ہے۔

ولی فقیہ کی ضرورت اس لئے بھی ہے کہ وہ احکام خداوندی کو نافذ کرنے والا ہوتا ہے۔ اور یہ اس کی اہم ذمہ داریوں میں سے ایک خاص اور اعلیٰ ذمہ داری ہے ۔ یہاں دوسرے نظریات اور تصورات پر اسلامی نظرئے کے امتیاز کی وجہ اور ان سے اس کے محل اختلاف کا پتہ چلتا ہے۔ اسلامی نظریہ یہ نہیں ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا جب حکومت کی ضرورت نہیں رہے گی اور یہ کسی ایسے دن کی پیش گوئی نہیں کرتا جس دن معاشرے میں حکومت نہیں ہوگی جبکہ بعض دوسرے مکاتب ایک ایسے دن کی پیش گوئی کرتے ہیں۔ جب معاشرہ ایک آئیڈیل معاشرہ بن جائے گا اور اس آئیڈیل معاشرے کی ایک خصوصیت یہ ہوگی کہ اس میں کوئی حکومت نہیں ہوگی لیکن اسلام ایسی پیش گوئی نہیں کرتا اس کا نظریہ ان مکاتب فکر سے جدا ہے۔

تاریخ کا جائزہ لینے والے افراد بخوبی جانتے ہیں کہ خوارج نے حکومت الٰہی کا نعرہ لگا کر کہا

کہ علی ابن ابی طالبؑ کو (حکمراں) نہیں ہونا چاہئے۔ وہ کہتے تھے۔ لاحکم الاّ للّٰہ، یعنی حکومت صرف خدا کا حق ہے جبکہ ان کے جواب میں امیر المومنین کا کہنا یہ تھا کہ: کلمۃ حقّ یراد بھا الباطل، یعنی بات صحیح ہے لیکن اس کا مقصد باطل ہے۔[۷]

ان کی بات درست ہے کیونکہ حقیقی حاکم تو خدا ہی ہے۔ وہ ہستی جو احکام وفرامین وضع کرتی ہے اور جس کے ہاتھ میں زندگی کے تمام امور کی باگ ڈور ہے وہ خدا ہی ہے۔لیکن کیا تمہارا کہنا یہ ہے کہ: لا حکم الاّ للّٰہ ، یا یہ کہہ رہے ہو کہ لا امرۃ الاّ للّٰہ؟ قانون اور حکومت خدا کی ہے لیکن ان احکام وفرامین کو نافذ کون کرے گا؟ کیا تمہاری مراد یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کو قانون کا اجرا نہیں کرنا چاہئے ؟ لہٰذا آپ نے ان کے جواب میں فرمایا لابدّ للنّاس من امیر، بہرحال انسانی معاشرے کے لئے ایک امیر ضروری ہے، ایک حاکم او فرمانروا ضروری ہے جسے ولی فقیہ کہا جاتا ہے یہ انسانی فطرت ہے کہ اس کی حیات اجتماعی کے لئے ایک مجریٔ قانون ہونا لازم ہے۔صرف قانون کا ہونا کافی نہیں ہوتا بلکہ ایک ایسا فرد بھی ہونا چاہئے جو پوری دنیا میں اس قانون کا اجراء کرے اور اس کے صحیح نفاذ پر نظر رکھے اور یہی اولی الامر منکم کا بھی مطلب ہے لیکن کیا محض اولی الامر مراد ہے؟ اور جو کوئی بھی فرمانروا بن بیٹھے درست ہے؟ جبکہ کثرت سے دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی جگہ دو افراد ایک دوسرے کے برعکس فرمان جاری کرتے ہیں ۔ اس صورت میں کیا دونوں اولی الامر ہوں گے ؟ یا بکثرت دیکھا گیا ہے کہ ایک انسان نے ایسا فرمان جاری کیا ہے جو عقل کے برخلاف ہے اور عقل وخرد اس فرمانروا کی نفی کرتی ہے کیا پھر بھی ایسا فرمانروا اولی الامر ہوگا؟ یہ وہ مقام ہے جہاں ہمارے اور اہل سنت حضرات کے طرز فکر کے درمیان ایک بنیادی اختلاف پیدا ہوجاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اولی الامر اور ہر فرمانروا ایسے شخص کو ہونا چاہئے جو خدا کے فراہم کردہ احکامات پر پورا اترتا ہو۔ جبکہ وہ لوگ عملاً اس قسم کی شرط کو شرط نہیں سمجھتے نہ اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ فان تنازعتم فی شیٔ فردّوہ الی اللّٰہ والرّسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ والیوم الآخر ذلک خیرٌوّاحسنُ تاویلاً یعنی پس اگر کسی چیز میں تنازع واختلاف پیدا ہوجائے تو اسے خدا ورسولؐ کی طرف پلٹا دو، اگر تم خدا روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہی تمہارے حق میں بہتر اور انجام کے اعتبار سے بہترین بات ہے)[۸]

یہ آیت لائق حکمرانوں کی حکمرانی کے اچھے نتائج اور نالائق حکمرانوں کی حکمرانی کے برے نتائج کی جانب لوگوں کو متوجہ کرتی ہے بعد والی آیت میں اس فرمان سے منھ موڑنے والے لوگوں کی

مذمت کی گئی ہے۔ الم تر الی الّذین یزعمون انّھم امنوا بما انزل الیک وماانزل من قبلک یعنی کیا آپ نے ان لوگوں کونہیں دیکھا جن کا خیال یہ ہے کہ وہ آپ اور آپ سے پہلے نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں۔۹

وہ اپنے آپ کومومن سمجھتے ہیں ، جبکہ وہ ایسے اعمال کے مرتکب ہوئے ہیں جو خدا پر ایمان کے منافی ہیں۔

یُریدون ان یّتحاکموا الی الطّاغوت یعنی اس کے باوجود چاہتے ہیں کہ طاغوت سے فیصلہ کرائیں یعنی اپنے معاملات کے حل اور ان کے بارے میں فیصلوں کے لئے طاغوت سے رجوع کریں، طاغوت سے رائے لیں، اس سے حکم حاصل کریں، اور اس کی رائے کے مطابق اپنی زندگی بسرکریں۔ ان لوگوں کا یہ عمل ایمان کے منافی ہے۔ وقد امروا ان یکفروا بہ یعنی جبکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ طاغوت کا انکار کریں ویریدالشّیطان ان یضلّھم ضلالا بعیداً یعنی اور شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ انہیں گمراہی میں دور تک کھینچ کرلے جائے۔۱۰

ہمارے خیال میں یہاں شیطان سے مراد کوئی اور چیز نہیں بلکہ خود طاغوت ہے۔ یہ لوگ طاغوت کی پیروی کرنا چاہتے ہیں، اور اس بات سے غافل ہیں کہ یہ شیطان ، جسے قرآن کریم میں طاغوت قرار دیا گیا ہے، انہیں راہ راست سے دور کرتا ہے اور انہیں گمراہی کی وادیوں میں ڈھکیل دیتا ہے۔ شیطان انہیں اس راہ راست سے اس قدر دور کردیتا ہے کہ پھر ان کا اس پر پلٹ کر آنا کوئی آسان کام نہیں رہتا ہے بلکہ راہ راست اور راہ ہدایت پر واپس آنے کے لئے انہیں بہت زیادہ کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے۔ لہٰذا احکام خدا کو نافذ کرنے کے اعتبار سے بھی ولی فقیہ کی بیحد ضرورت ہے۔ اور اسلامی معاشرے کا تقاضہ بھی ہے۔ ۱۱

ماخذ:

۱۔ سورۂ مائدہ ،آیت، ۵۵

۲۔سورہ مائدہ ،آیت ۵۶

۳۔ولایت رہبر معظم، ص ۵۴

۴۔فقہی مسائل کا مجموعہ مطابق فتویٰ رہبر معظم، ص ۴۹ ، مسئلہ ۴۱

۵۔ ایضاً

۶۔ایضاً ،ص ۵۲، مسئلہ ۵۱

۷۔نہج البلاغہ، خطبہ ۴۰

۸۔سورۂ نساء،آیت ۵۹

۹۔سورۂ نساء،آیت ۶۰

۱۰۔ایضاً

۱۱۔ولایت،ص ۸۵

☆